مسلم لیگ اور خواتین ۔ محترمہ فاطمہ جناح کی خدمات

کشور سلطانہ

مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کی تحریک پاکستان میں جدوجہد سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ تحریک پاکستان کا آغاز ایسے دور میں ہوا جب اسلامیان ہند باہمی افتراق وانتشار کے باعث مایوسی اور بددلی کا شکار تھے وہ خود اعتمادی سے محروم ہو چکے تھے۔ ان حالات میں قائداعظم نے ۱۹۴۰ء میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں مسلمانوں کا مقصد حیات قرارداد پاکستان کی صورت میں متعین کر دیا۔[1] اور یوں قائداعظم نے حصول مقصد کیلئے قوم کو متحد کرنے اور عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے تاریخ ساز مہم کا آغاز کیا۔ فاطمہ جناح اس تمام جدوجہد میں ہر مرحلہ میں شریک رہیں۔ خود قائداعظم نے اپنے ایک بیان میں یہ اعتراف کیا کہ ہر مشکل وقت میں انکی بہن نے انکی ہمت بڑھائی تھی۔[2] انہیں حوصلہ دیا اور یہ انکی غیر متزلزل حمایت تھی جس سے وہ اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کر سکے۔ فاطمہ جناح نے سب سے پہلے اس حقیقت کو سمجھا کہ حصول پاکستان کی جنگ ملت کی نصف آبادی یعنی خواتین کی عملی شرکت کے بغیر نہیں جیتی جا سکتی۔ اور انہیں تحریک پاکستان میں فعال کردار ادا کرنے کیلئے عملی قدم اٹھانے چاہیں۔ یہ انکی شخصیت کا کرشمہ تھا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی پورے جوش اور جذبے کے ساتھ تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔

تاریخ کے اوراق کا بھی مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آدمی نے جب سے تہذیب اور شائستگی کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا۔ صنف نازک ہمیشہ سے آہستہ خرامی لیکن مستقل مزاجی سے ہر شعبہء زندگی میں اس کے پہلو بہ پہلو اپنا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ کہیں وہ ماں کی حیثیت سے، کہیں وہ بیٹی کی حیثیت سے اور کہیں وہ بیوی کی حیثیت سے۔ گویا کہ وہ اندرون خانہ ذمہ داریوں سے حاصل شدہ تجربہ اور ذاتی لیاقت کے امتزاج سے اپنے اندر ایک ایسی بے مثال اور لاجواب صلاحیت پیدا کرنے کے قابل ہوگئی کہ وہ عام اشیاء اور حالات کو منظم خطوط پر استوار کر سکے۔ گویا کہ جب اس نے مردوں کی زیر حاکیت دنیا میں قدم رکھا تو وہ احساس محرومی یا تنہائی کا شکار ہونے کے بجائے تمام دشواریوں کے مقابل اپنی نئی حاصل شدہ آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے پر عزم رہی۔ اس نے اپنے قدم مضبوطی سے جمائے رکھے جس سے مرد جلد ہی نہ صرف اس کی طرف متوجہ ہونے لگے بلکہ اس کی ذہانت اور قائدانہ صلاحیتوں کو بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اس سلسلے میں اگر ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ کہ مسلم خواتین نے بھی یہ فرائض عہد

نبویؐ میں پردے کے اندر انجام دیئے اور زمانہ وسطیٰ میں شمشیر بکف ہو کر لڑائی کے میدان میں دشمنوں کو شکست دی یا عہد جدید میں مردوں کے دوش بدوش ملک وملت کی آزادی وبقا کی جنگ لڑی وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ حقیقت میں کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک مرد اور عورت دونوں ملکی اور قومی خدمت کے جذبے کے تحت میدان عمل میں جدوجہد جاری نہ رکھیں۔ تاریخ اسلام اور سرزمین پاک و ہند پر ہماری ملی تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ مسلم خواتین نے اپنی فطری اور ذاتی صلاحیتوں کے باعث کسی نہ کسی شعبہ حیات میں مذہب وملک کی خدمت کی۔

اسلام کی اشاعت وعظمت جن عظیم ہستیوں کی رہین منت ہے ان میں مردوں کے علاوہ خواتین نے بھی اپنی بساط کے مطابق نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان میں حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ وغیرہ نمایاں ہیں۔ مزید برآں کچھ مسلم خواتین نے غزوات میں زخمیوں کی مدد کی۔ ان میں حضرت عائشہؓ، فاطمۃ الزہرہؓ اور حضرت نسیبہؓ خاتون کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ حضرت خدیجہؓ تو مسلم دنیا کی پہلی سیاسی خاتون بھی قرار پائیں کیونکہ تادم مرگ انہوں نے حضرت محمدؐ سے مشاورت ومعاونت جاری رکھی۔ ان حالات میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کی مشاورت ومعاونت ایک ایسی رہبری تھی جو ہر چال کو تدبر سے الٹانا جانتی ہو۔[۳]

یہ ان مسلم خواتین کے کردار وعمل کی جادوگری تھی کہ جب تبلیغ اسلام کا آفتاب پاک و ہند کی سرزمین میں طلوع ہوا تو دختران اسلام نے ان برگزیدہ وپاکیزہ خواتین کی طرح مسلم حکومت کے فروغ کیلئے نمایاں خدمات انجام دیں اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث ہندوستان کے تخت وتاج کی وارث بنیں۔ ان میں رضیہ سلطانہ، نور جہاں، اور چاند بی بی کے نام قابل ذکر ہیں۔[۴]

لیکن مغلوں کے زوال کے بعد جب انگریز یہاں چھا گئے اور ہندوؤں نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کو وسعت دینے میں اہم کردار ادا کیا تو ایسے پرآشوب دور میں سرسید احمد خان وہ واحد شخص تھے جنہوں نے مسلمانوں کی توجہ تعلیم کی طرف دلائی اور اس کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو بھی تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کیلئے کام شروع کیا۔ ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور میں مسلمانوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے جو بھی تحریکیں چلائیں ان میں خواتین پیش پیش تھیں۔ جنہوں نے اپنے آرام وآسائش اور گھریلو مصروفیات کو پس پشت ڈال کر ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں بی اماں (والدہ مولانا محمد علی، مولانا محمد شوکت علی)، امجدی بیگم (بیگم محمد علی جوہر)، بیگم حسرت موہانی (نشاط النساء بیگم)، بیگم بلقیس وغیرہ نامور خواتین نے تحریک پاکستان کے پودے کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا اور آگے چل کر ہم دیکھیں تو تحریک پاکستان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں جہاں بہت سی خواتین نے اپنی جانوں کا نذرانہ دیا وہاں فاطمہ جناح کی خدمات سب سے نمایاں نظر آتی ہیں۔

ابتدائی زندگی

قائداعظم محمد علی جناح کے سات بہن بھائیوں میں ان کی چھٹے نمبر کی بہن محترمہ فاطمہ جناح تھیں۔ جو کہ بھائی سے نہ صرف شکل وصورت کے اعتبار سے مماثلت رکھتی تھیں بلکہ انکی ذاتی زندگی میں بھی ان سے سب سے زیادہ قریب تھیں۔[5] فاطمہ جناح کراچی میں 31 جولائی ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئیں۔[6] بچپن میں ہی آپکی والدہ کا انتقال ہوگیا اور جب ان کے والد کا بھی اس جہان فانی سے انتقال ہوگیا تو ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری قائداعظم نے لے لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب لوگ لڑکیوں کو تعلیم دلانا اچھا نہ سمجھتے تھے اور انگریزی تعلیم کا تو یہ حال تھا کہ لوگ اس سے حد درجہ نفرت کرتے تھے۔ ایسے حالات میں قائداعظم نے فاطمہ کو ۱۹۰۲ء میں باندرہ کے کانونٹ سکول میں خاندان کی مخالفت کے باوجود داخل کروادیا۔[7] فاطمہ بڑی ذہین ثابت ہوئیں اور ۱۹۱۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرلیا۔[8] امتحان پاس کرنے کے بعد وہ اپنے بھائی محمد علی جناح کے پاس آگئیں۔ اس عرصہ میں فاطمہ پرائیویٹ طور پر سینئر کیمرج کے امتحان کی تیاری کرتی رہیں۔ اور یوں آپ نے ۱۹۱۳ء میں سینئر کیمرج کا امتحان پاس کرلیا۔[9]

کیونکہ فاطمہ جناح اس عزم وہمت والے انسان کی بہن تھیں جس نے اپنی قابلیت وذہانت کے بل بوتے پر انگریز اور ہندوؤں کو شکست دی۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے زندگی کی شاہراہ پر چل پڑی تھیں۔ بھائی کی سوچیں غیر شعوری طور پر ان کے اندر جذب ہورہی تھیں۔ اور وہ وہ بننا چاہتی تھی جو قائداعظم کے خواب تھے۔ گویا کہ تعلیم نے ان کو نئے جہانوں کے سندیسے اور نئے شعور کے خواب دکھائے تھے۔[10]

قائداعظم کی رفاقت میں فاطمہ کی تعلیم وتربیت اس انداز میں ہوئی کہ وہ نہایت بامحاورہ انگریزی بولتی تھیں۔ جنرل نالج بہت وسیع تھا۔ کیونکہ فاطمہ کا زیادہ وقت گھر میں موجود لائبریری میں گزرتا تھا اسطرح جناح کے ساتھ رہتے رہتے فاطمہ کو بھی سیاست کا شوق پیدا ہوگیا ۱۹۱۸ء میں جب قائداعظم نے شادی کی تو فاطمہ بڑی بہن کے پاس چلی گئیں۔[11] چھ سال کے بعد فاطمہ کو آگے پڑھنے کا خیال آیا تو جناح نے فاطمہ کو ۱۹۱۹ء میں امراض دنداں کے ڈاکٹر احمد ڈینٹل کالج کلکتہ میں داخلہ لے دیا اور یوں فاطمہ نے ۱۹۲۲ء میں ڈینٹسٹ کی سند حاصل کی۔[12] ۱۹۲۳ء سے فاطمہ کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ نے عبدالرحمن سٹریٹ، بمبئی میں ایک کلینک کھولا اور چھ سال عوامی خدمت میں گزار دیئے۔[13] جب ۱۹۲۹ء میں قائداعظم کی رفیقۂ حیات انتقال کرگئیں[14] تو بہن نے بھائی کی پریشانی اور اکیلے پن کو محسوس کرتے ہوئے فوراً کلینک بند کردیا اور بھائی کے پاس آگئیں۔ یہاں سے محترمہ فاطمہ جناح اور قائداعظم کی وہ طویل رفاقت شروع ہوتی ہے۔ جو ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کے انتقال تک برقرار رہی۔

وہ ایک شفیق بہن کی حیثیت سے ان کی دیکھ بھال اس طرح کرتی تھیں جو عام بہنوں کے بس کی بات

نہیں۔کھانے، ٹہلنے، لکھنے پڑھنے، لوگوں سے ملنے جلنے، غرض کہ قائد کی زندگی کے معمولات کا ایسا شیڈول انہوں نے ترتیب دیا تھا جو اپنی مثال آپ تھا۔جسکی پابندی سے بعض اوقات بھائی بھی بہت ہی نرم الفاظ میں احتجاج کرتے تھے۔ کیونکہ فاطمہ جناح کی زندگی کا مطلوب ومقصود ہی بھائی کی ہمت بڑھانا اور انکے مشن کی کامیابی تھا۔[۱۵]

لیکن فاطمہ جناح کی سیاسی سرگرمیاں مسز جناح کے انتقال کے بعد قائداعظم کے پاس آکر شروع ہوتی ہیں۔مؤرخین انکی سیاسی زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔[۱۶]

پہلا دور	دوسرا دور	تیسرا دور
۱۹۲۹ سے ۱۹۴۷	۱۹۴۸ سے ۱۹۶۴	۱۹۶۵ سے ۱۹۶۷

لیکن یہاں پر ہم آپکو مسلم لیگ اور فاطمہ جناح (۱۹۲۹ سے ۱۹۴۷) کے حوالے سے بتائیں گے کہ فاطمہ جناح کے خیال کے مطابق مسلم لیگ کیا ہے اور انہوں نے اسکے لئے کیا کیا کام کئے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جدوجہد آزادی میں ایک طرف قائداعظم مسلمانان ہند کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور انہیں مسلم لیگ کے پرچم کے نیچے متحد کرنے میں مصروف رہے اور دوسری طرف مسلمان خواتین کو بیدار کرنے اور انہیں مسلم لیگ کے لائحہ عمل سے روشناس کرانے اور متحد کرنے میں مادرملت اپنے بھائی کے ساتھ دن رات ہمہ تن مصروف عمل رہیں۔تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً نصف صدی تک یہ عظیم بہن بھائی ایک نئی اور دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے اور ایشیا کی عظیم مسلم قوم کو اپنے پاؤں پر خود کھڑا کرنے کیلئے تگ ودو کرتے رہے۔فاطمہ جناح نے قائداعظم کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی یہی وجہ تھی کی وہ قائداعظم کے خیالات و نظریات سے متاثر تھیں۔انہی خیالات ونظریات نے خاتون پاکستان کو سیاست سے گہری دلچسپی لینے اور بھائی کے عظیم مقصد میں ایک عظیم معاون بننے کی صلاحیت پیدا کردی تھی۔

باقاعدہ طور پر فاطمہ جناح نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قائداعظم کے ساتھ گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔اس دوران فاطمہ قائداعظم کے اہم نوٹس نوٹ کرتی جاتی تھیں اور اپنی رائے بھی دیتی رہتی تھی۔یوں فاطمہ جناح ایک دوراندیش مدبّر کی حیثیت سے قائداعظم کو سیاست کے نشیب وفراز سے بھی آگاہ کرتی تھیں۔اور قائداعظم جیسا لیڈر جسے ماؤنٹ بیٹن، گاندھی، نہرو اور دیدرام دنیا کا عظیم لیڈر قرار دیتے تھے۔وہی عظیم لیڈر اپنی بہن سے صلاح ومشورہ لیتا تھا۔کیونکہ اسکے مطابق اس کی بہن سیاسی سمجھ بوجھ کی مالک ہے۔[۱۷] پہلی گول میز کانفرنس کے بعد جب قائداعظم ہندو پاک کی آزادی سے مایوس ہوگئے اور انہوں نے لندن میں رہنے کا ارادہ کیا تو اس دور میں فاطمہ جناح کی ہی شخصیت تھی جس نے محمد علی جناح کو سیاسی کوششیں برقرار رکھنے اور انہیں پرامید رہنے کی تلقین کی۔

بہر حال حالات و واقعات کی نوعیت نے مسلم زعماء کو مجبور کر دیا کہ وہ محمد علی جناح سے وطن آنے کی استدعا کریں۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۳۴ء کو انگلستان سے دونوں بہن بھائی واپس بمبئی آئے۔ فاطمہ نے بھی با قاعدہ طور پر اسی سال سے مسلمانان ہند کی سیاسی جدوجہد میں سرگرم حصہ لینا شروع کر دیا۔ گویا کہ ایسے دور میں فاطمہ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا تھا جس میں سیاست خواتین کے لئے کوئی پیشہ نہ تھا بلکہ قائدین اور مسلم گھرانوں کی خواتین صرف آزادی کیلئے اپنی کوششوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کیلئے سیاسی میدان میں داخل ہوئیں تھیں۔

قائد اعظم محمد علی جناح جس انقلاب اور تحریک کی ابتدا کر چکے تھے۔ فاطمہ نے ایک کارکن اور سپاہی کی حیثیت سے اس تحریک میں حصہ لیا اور جناح کے ساتھ مسلم لیگ کے جلسوں میں شریک ہوئی تھیں۔ اور یوں فاطمہ نے با قاعدہ طور پر پہلی بار ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں شرکت کی۔[۱۸] ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء کو بمبئی میں مسلم لیگ کے اجلاس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں فاطمہ جناح کمیٹی کی رکن مقرر ہوئیں اور ۱۹۳۹ء کے بعد سے آل انڈیا مسلم کونسل کی مستقل رکن رہیں۔ قائد اعظم نے مسلم خواتین کو بیدار کرنے کیلئے مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ دسمبر ۱۹۳۸ء[۱۹] میں آل انڈیا مسلم خواتین سب کمیٹی تشکیل پائی جسکے مقاصد درج ذیل تھے:

- خواتین سب کمیٹیاں کل ہند کے ہر حصے میں ضلعی اور صوبائی سطح پر قائم ہوں۔
- سب کمیٹیاں مسلم لیگ کی ممبر شپ کو بڑھائیں۔
- خواتین رہنما مسلم خواتین میں سیاسی شعور پیدا کریں۔

اور اسی اجلاس میں فاطمہ جناح کو مسلم لیگ کا Convener بنایا اور اسطرح فاطمہ مسلم خواتین کے لئے روشنی کا مینار بن گئیں اور انہوں نے بے شمار سب کمیٹیاں بنائیں جنہوں نے خواتین میں سیاسی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔[۲۰]

قائد اعظم کی ترغیب اور تربیت کا ثمر تھا کہ فاطمہ جناح نے حصول پاکستان میں عورتوں کی بیداری میں ان کی رہنمائی کی اور مسلم خواتین کو پاکستان کا مفہوم سمجھانے کے لئے بھائی کے ساتھ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ہر جگہ دورے کئے اور خواتین کے بے شمار اجتماعات میں تقریریں کیں۔ صبیحہ مہدی اپنے مضمون ''قائد اعظم اور خواتین'' میں لکھتیں ہیں:

> دہلی کی سرزمین اور اس کی تاریک گلیوں میں کام کرنا بہت دشوار تھا۔ مگر یہ کارکن نہایت خندہ پیشانی سے اپنا فرض انجام دیتی رہیں۔ ہر محلہ میں تین مہینے بعد بڑے پیمانے پر جلسہ کیا جاتا جہاں فاطمہ جناح خود تشریف لاتیں اور ان تنگ گلیوں میں پیدل چل کر وہ جلسہ کی صدارت

فرمایا کرتیں۔[۲۱]

فاطمہ جناح کے خیال کے مطابق مسلم لیگ [۲۲] کا سائباں مسلمانوں کیلئے ایسا تھا جہاں سے نشاۃ ثانیہ کی روح دوبارہ بیدار ہوسکتی تھی۔ مسلم لیگ ایسی پناہ تھی جو اپنی حفاظت کی وسعت میں پوری مسلمان قوم کو سمیٹ سکتی تھی۔ گویا کہ یہ کاروان حیات کا پڑاؤ تھی۔ اور یوں ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی کے عام اجتماع بمبئی سے خطاب کرتے ہوئے فاطمہ نے بتایا کہ مجھ سے اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ مسلم لیگ کیا کرتی رہی ہے اور اب تک اس نے کیا ٹھوس کام کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ:

> مسلم لیگ نے مسلمانوں کو بیدار کیا اور ان میں سیاسی شعور پیدا کیا۔ مسلم لیگ نے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں کو نہ صرف ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا بلکہ دو سال کے عرصے میں مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کر دی ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اب وہ ایسی طاقت بن گئی ہے جس کو اسلامیان ہندوستان کے واحد مقتدر اور نمائندہ ادارہ کی حیثیت سے کیا اندرون اور کیا بیرون ہر جگہ ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ سارے ہندوستان میں سیاسی، سماجی، تعلیمی اور اقتصادی ترقی کی نسبت مسلم لیگ کی اپنی ایک پالیسی اور پروگرام ہے۔ جس پر اس نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں ایک حد تک عملی اقدام کئے ہیں۔[۲۳]

یوں مسلم خواتین کے ذہنوں میں مسلم لیگ کے متعلق کچھ الجھنیں تھیں جس کو فاطمہ جناح کے مندرجہ بالا جواب نے کسی حد تک دور کر دیا کیونکہ وہ قائداعظم کے نظریات کو بخوبی سمجھتی تھیں۔ اسی بنا پر فاطمہ جناح کے جلسوں میں خواتین کا بے پناہ ہجوم ہوتا اور ہر جلسے میں ہر خاتون کی یہ کوشش ہوتی کہ وہ آپ سے مصافحہ کرے۔ ۱۹۴۱ء میں مادر ملت کی کوششوں سے زنانہ نیشنل گارڈ کی تحریک بمبئی میں شروع ہوئی۔ جس میں خواتین نے جوق در جوق شامل ہو کر قومی بیداری کا ثبوت دیا۔[۲۴] اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کی کہ یہ مسلم لیگ کی خواتین کی سب کمیٹی کا حصہ ہوگی۔[۲۵] فاطمہ نے اگست ۱۹۴۲ء میں کوئٹہ کے مقام پر مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے خطاب کرتے ہوئے خواتین سے کہا:

> اب تک ہم مسلم خواتین نے اپنی قوم کی خاص طور پر مدد نہیں کی ہے۔ حالانکہ ہم لوگ بھی اگر چاہتے تو بہت کچھ کام کا حصہ بٹا سکتے۔ اس وقت ہماری ضرورتیں چار ہیں۔ یعنی اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی۔ ہم کو چاہئے کہ ہم میں سے ہر ایک جس سے جتنا ہو سکے اپنی قوت

اور حیثیت کے مطابق اپنے خاندان، اپنے ہمسایہ، اپنے دوستوں اور عزیزوں میں عملی قوت کی روح پھونک کر اس میں قوت کا جذبہ پیدا کرے۔ اس طرح ہم اپنی قوم کی مدد کر سکتے ہیں۔[۲۷]

مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے فاطمہ جناح کے یہ ارشادات مسلم خواتین کی رہنمائی اور رہبری کیلئے بہترین سرمایہ تھے۔ اور اسطرح وہ پوری لگن اور خلوص سے مسلم لیگی مردوں کی طرح تعاون کرنے پر قمر بستہ ہوگئیں۔ ۱۹۴۳ میں مسلم لیگی خواتین سب کمیٹی ریلی کے ایک جلسہ میں موجودہ سیاست میں مسلم خواتین کے کردار کو یوں بیان کیا:

اس عظیم جدو جہد میں جس کا ہم کو اس وقت سامنا ہے اور جس سے ہم کو آئندہ گزرنا ہوگا۔ قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کو اس میں کیا حصہ لینا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ مسلم ہندوستان کے بنانے میں ہمارے آگے وسیع میدان ہے۔ اور ہم سب کا اس سے تعلق رکھنا اور اس میں حصہ ادا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ عورت کا ہاتھ ہے جو آج کے نوجوانوں اور کل کے بچوں کی زندگی کو سنوار سکتی ہیں۔ یہ عورت کا ہی ہاتھ ہے جو عمدگی اور کامیابی کے ساتھ قومی ترجمانی کے ان شعبوں کو مستحکم کرسکتا ہے جن کا تعلق عوام کی اقتصادی، سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں سے ہو۔ آیئے سیاسی طور پر ہم کوشش کریں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کو تقویت دیں اور اس کو مضبوط اور مستحکم بنائیں۔ کیونکہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد مقتدر اور نمائندہ ادارہ ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اپنے عوام میں جماعتی اسپرٹ پیدا کریں۔[۲۸]

گویا کہ جہاں فاطمہ جناح مسلم خواتین کو سیاست میں عملاً حصہ لینے کی تلقین کرتی تھیں، وہاں انہیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی مثالیں دے کر ان میں اسلامی جذبہ کو ابھارنے کی بھی کوشش کرتی تھیں۔ اس طرح فاطمہ جناح نے خواتین میں وہ بیداری عمل پیدا کی کہ وہ مسلم لیگی مردوں کے دوش بدوش میدان میں نکل پڑیں اور یوں مسلم لیگ کو ایک فعال کردار یا جماعت بنانے میں خواتین کے کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۹۴۴ میں لاہور کے ضلعی انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی پر مسلم خواتین کو یوں خراج تحسین پیش کیا:

میں اپنی قوم کی بہنوں کو دلی مبارکباد دیتی ہوں اور جنہوں نے لاہور کی نشستیں جیت کر آپ کو یہ بتادیا کہ پنجاب کے مسلمان سب کے سب پاکستان چاہتے ہیں۔[۲۹]

اس طرح فاطمہ جناح کے نزدیک مسلم لیگ نے حصول پاکستان کی جدوجہد میں مسلم خواتین کی نہ صرف

حوصلہ افزائی اور رہبری کی، بلکہ اسی کے بل بوتے پر انہوں نے پاکستان کو حاصل کیا۔ غرض کہ فاطمہ جناح نے تحریک بیداری نسواں میں ایسی روح پھونکی جس کے قائداعظم متمنی تھے۔ چوہدری غلام عباس کے مطابق قائداعظم نے کئی بار کہا:

مسلم لیگ کیا ہے؟ صرف میں، میری بہن اور میرا ٹائپسٹ

وہ مسلم لیگ کے حوالے سے لکھتی ہیں کہ قائداعظم نے اپنی تقریر میں کہا تھا:

ہم ایک کو اس بات کا اندازہ ہو جانا چاہئے کہ مسلم لیگ زندہ رہنے کیلئے وجود میں آئی ہے اور وہ سارے اقدام جو مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی شہرت کو برباد کر دینا چاہتے ہیں۔ اپنی موت آپ مرجائیں گے۔ مسلمانوں کے قدم آگے بڑھ رہے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت انکے اس پختہ عزم کو شکست سے دوچار نہیں کر سکتی۔[۳۰]

مسلم لیگ زندہ باد

اسی سے فاطمہ جناح اور مسلم لیگ کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ فاطمہ جناح نے مسلم لیگ میں سوائے ایک کارکن کی حیثیت سے بہت کم عہدے لئے لیکن وہ جدو جہد میں سب سے اگلی صفوں میں ہوتیں اور قائداعظم کے ایک ساتھی کی حیثیت سے شریک رہیں۔

۱۹۳۵ سے ۱۹۴۷ تک فاطمہ جناح کی زندگی چاہے وہ نجی ہو یا سرکاری، دونوں تاریخ پاکستان کے اوراق میں شمار کی جاتی ہے۔ وہ نہ صرف گھر سے باہر مسلم لیگ کی پرجوش سیاسی کارکن تھیں بلکہ ان کا گھر بھی بجا طور پر مسلم لیگ کہا جا سکتا ہے۔ گھر کے ذرّے ذرّے میں سیاست تھی۔ کیونکہ قائداعظم نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلم لیگ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح تحریک پاکستان کی سیاست سے اتنی قریب رہیں ہیں کہ پاکستان کی تاریخ کا ایک ایک لفظ انکی آنکھوں کے سامنے لکھا گیا اور اگر حقیقت سے کام لیں تو فاطمہ جناح پاکستان کی تاریخ کے مؤرخوں میں سے ایک ہیں۔

فاطمہ جناح کی شخصیت دوسروں کے لیے مشعل راہ تھی۔ انہوں نے قیام پاکستان سے قبل اور اسکے بعد گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ان کا کردار تلوار سے زیادہ کارگر تھا وہ زندگی بھر اپنے اصولوں پر قائم رہیں۔ انہوں نے عوام کے دلوں میں صبر و ہمت، عظم و استقلال اور حب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا اور آمریت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں شمع جمہوریت روشن کر کے ایک بامقصد زندگی گزارنے کا درس دیا۔ انکی حیات اعلیٰ اوصاف و کردار کی امین تھی۔ ۱۳ مئی ۱۹۴۹[۳۱] کو یعنی قائد کی وفات کے آٹھ ماہ بعد پاراچنار کے ایک عوامی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

آپس میں بھائی بھائی ہیں، اور یہی اصول ہماری آپس کی رنگ و نسل کی تفریق کو بلکل مٹا دیتا ہے۔ اپنے نزدیک پاکستان اور مسلم لیگ لازم وملزوم ہے۔ اور انکو جدا نہیں کیا جا سکتا لیکن آٹھ ماہ بعد ہی مسلم کا شیرازہ بکھر چکا تھا، حالانکہ اسی مسلم لیگ کے جھنڈے تلے ایک مسلم ملک وجود میں آیا تھا۔

حوالہ جات

۱۔ Sharif al-Mujahid, *Quaid-i-Azam: Studies in Interpretation*, (Quaid-i-Azam Academy), Karachi, 1981, p.38.

۲۔ وکیل انجم، شمع جمہوریت: مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کی تقاریر کا مجموعہ، (جنگ پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۳)، ص ۱۳۔

۳۔ عارفہ صبح خان، اماں حوا سے اماں کونسلر تک، (علم وعرفان پبلشرز: لاہور، ۲۰۰۲)، ص ۲۶-۲۵

۴۔ ایضاً، ص ۳۶۔ (اگر ان خواتین کے بارے میں تفصیل سے پڑھنا چاہتے ہیں تو اسی کتاب میں الگ الگ بھی لکھا ہوا ہے)۔

۵۔ سائرہ ہاشمی، ایک تاثر دو شخصیتیں: قائداعظم اور فاطمہ جناح، (زاہد بشیر پرنٹرز: لاہور، ۱۹۹۵) ص ۶۸۔

۶۔ فاطمہ جناح، میرا بھائی، (قائداعظم اکادمی: کراچی، ۱۹۸۸)، ص ۵۔

۷۔ Prof. Dr. Riaz ahmad, *Madr-i-Millat Mohtarma Fatima Jinnah: A Chronology* (1893-1967), (NIHCR: Islamabad, 2003),p.1

۸۔ *Ibid.*, p.2.

۹۔ **ایک تاثر دو شخصیتیں: قائداعظم اور فاطمہ جناح**، ص ۳۱۔

۱۰۔ *Ibid.*,p.32.

۱۱۔ *A Chronology*, p.2.

۱۲۔ آغا حسین ہمدانی، فاطمہ جناح: حیات اور خدمات، (قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، اسلام آباد، ۱۹۸۹)، ص ۳۴۔

۱۳۔ آغا اشرف، مادر ملت فاطمہ جناح، (علیم پبلشرز: لاہور، ۱۹۸۰)، ص ۱۶۔

۱۴۔ وقار اصغر بیروز، پیری میں بھی جواں ہے: محمد علی جناح، (عصمت پرنٹرز: لاہور، ۲۰۰۳)، ص ۱۱۔

۱۵۔ شاہد مختار، محترمہ جناح سے نواز شریف تک، (شاہد پبلیکیشنز: لاہور)، ص ۳۲۔

۱۶۔ فاطمہ جناح: حیات وخدمات،ص۵۶،(تفصیلاً تینوں ادوار کا ذکر ہے)۔

۱۷۔ عارفہ صبیح خان، اماں حوا سے خاتون کونسلر تک،ص۳۰۔

۱۸۔ A Chronology (1893-1967), p.3.

۱۹۔ Syed Sharifuddin Pirzada, Foundations of Pakistan, (National publishing House, Karachi, 1970), p.318.

۲۰۔ Parveen Shaukat Ali, Status of Women in the Muslim World, (Lahore, 1975), p.67.

۲۱۔ نورالصباح بیگم،تحریک پاکستان اورخواتین،(شیخ غلام علی سنز: کراچی،۱۹۷۱)،ص۲۰۔

۲۲۔ ۱۹۰۶ تک مسلمانوں میں کوئی سیاسی تنظیم نہ تھی سر زمین ہند میں مسلمانوں کا کوئی منظم ادارہ نہ تھا۔تمام مسلم قوم آوارہ ومنتشر تھی۔شمشیروسناں سے کھیلنے والا مسلمان طاؤس ورباب کی محفلوں سے دلچسپی لینے لگا تھا۔تاریکی چھائی ہوئی تھی۔راستہ کٹھن اور منزل نامعلوم،تمام مسلم قوم اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنے حقوق ومفادات کیلئے کسی ایسے پلیٹ فارم کی ضرورت تھی جوان کے حقوق ومفادات کہ نہ صرف حکومت تک پہنچا سکے بلکہ ان کی حفاظت بھی کر سکے۔چنانچہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ کو ڈھاکہ میں مسلم نمائندے جمع ہوئے اور وائسرائے کی منظوری سے مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی۔

۲۳۔ شفیق بریلوی،محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک،(نفیس اکیڈمی: کراچی،۱۹۷۶)،ص۴۴-۴۳۔

۲۴۔ **گلبانگ حیات**،(فیروزسنز: لاہور،۱۹۵۱)،صفحہ۱۔

۲۵۔ عزیز جاوید،**پاکستان کی نامور خواتین**،(دیا پبلیکیشنز: پشاور،۱۹۶۴)،صفحہ۳۰-۲۸اور۴۰۔

۲۶۔ Begum Shaista Ikramullah, From Purdah to Parliament, (The Greatest Press: London, 1963), p.93.

۲۷۔ **گلبانگ حیات**،صفحہ۳

۲۸۔ **گلبانگ حیات**،صفحہ۸

۲۹۔ *A Chronology (1893-1967)*, p.4

۳۰۔ میرا بھائی،صفحہ۶۸

۳۱۔ *A Chronology (1893-1967)*, p.16.

محترمہ فاطمہ جناح: تعلیم کے میدان میں خدمات

عذرا وقار

محترمہ فاطمہ جناح قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ اور سیاسی جدوجہد میں ان کی رفیق کار تھیں۔ محمد علی جناح کی سرپرستی نے فاطمہ جناح کی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑے تھے اور وہ رہن سہن، وضع قطع، اطوار و عادات، بول چال میں ان کا عکس بن گئی تھیں۔ ان کی فکری و نظریاتی تعلیم کا سرچشمہ خود جناح کی ذات تھی۔ انہیں کی تربیت اور رفاقت کا فیض تھا کہ فاطمہ جناح سیاسی سوجھ بوجھ، معاملہ فہمی اور دور اندیشی جیسی نعمتوں سے بہرہ ور تھیں۔ سیاسی جدوجہد کے سلسلے میں ان کے مشیر محمد علی جناح ہی تھے۔ وہ ایک معروف وکیل اور منجھے ہوئے سیاست دان تھے چنانچہ ہندوستان کے بڑے بڑے سیاسی لیڈروں اور کارکنوں کی جناح سے ملاقاتیں ہوتی تھیں اور فاطمہ جناح کو بھی ان کے خیالات سننے کا موقع ملتا تھا۔ جس کے باعث سیاسیات ہندوستان سے ان کی وابستگی اور دلچسپی بڑھتی گئی اور ان کی شخصیت کی دیواریں مضبوط بنیادوں پر استوار ہوگئیں۔

سیاسی جدوجہد کے ساتھ ساتھ انہوں نے خود کو سماجی خدمات کے لیے بھی وقف کر دیا تھا۔ ملک میں عام لوگوں کے حالات سدھارنے کے لیے محترمہ نے کئی کام کیے اور مختلف منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہر طرح کی مدد فراہم کی۔ خصوصاً تعلیم کے میدان میں ان کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ انہوں نے بمبئی میں ڈینٹل کلینک کھول کر اپنی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۲۳ء میں کیا۔ جہاں وہ اپنے کلینک میں کام کرنے کے علاوہ میونسپل کلینک میں جا کر بلا معاوضہ غریبوں کا علاج کرتیں۔ پھر جب ۱۹۲۹ء میں محمد علی جناح کی بیوی کا انتقال ہوگیا تو فاطمہ جناح نے اپنا کلینک بند کر دیا اور محمد علی جناح کے گھر منتقل ہوگئیں[1] اور ان کے ساتھ مل کر دن رات کام کیا۔ یہاں تک کہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور تن من دھن سے ملک کی خدمت میں مصروف ہوگئیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم فاطمہ جناح کی تعلیم کے میدان میں خدمات کا جائزہ لیں پہلے یہ دیکھیں گے کہ قیام پاکستان کے وقت یہاں نظام تعلیم کس حال میں تھا۔

قیام پاکستان کے وقت ملک کی تعلیمی حالت

قیام پاکستان کے وقت پاکستانی قوم بہت پس ماندہ تھی اور اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی تھی۔ یہاں پر سماجی سہولتیں مثلاً تعلیم، صحت، رہائش اور سماجی بہبود عددی اور معیاری لحاظ سے محدود تھیں۔ پاکستان میں ہر شے صفر سے